شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ





احکامِ ماہِ رمضان

روزہ، اعتکاف اور صدقۃ الفطر

جمع وترتیب

حافظ حماد امین چاؤلہ

مدیر

المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر



المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰی وَالۡفُرۡقَانِ
ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں

احکام ماہِ رمضان

روزہ ، اعتکاف اور صدقۃ الفطر

جمع و ترتیب:
حافظ حماد امین چاؤلہ
فاضل اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ

ناشر



المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر
جامع مسجد سعد بن ابی وقاص، نزد دشار شہید پارک ڈیفنس فیز 4 کراچی
www.islamfort.com
+92-322-2056928 info@islamfort.com
/islamfort1 /islamfort1 021-35896959

فہرست

ماہِ رمضان کی فضیلت	2
رمضان المبارک میں کرنے والے کام	4
روزہ اوراس سے متعلقہ چند بنیادی باتیں	5
رمضان المبارک کے روزے کن پر فرض ہیں ؟	6
یومیہ روزے کی ابتداء و انتہاء	7
روزہ کی نیت	7
روزہ کی فضیلت ، فوائد اور مقاصد	9
روزہ کی سنتیں اورآداب	14
سحری کرنا	14
سحری کے آداب	14
افطاری کے آداب	15
روزہ کی منافی ، غیر شرعی امور	18
روزوں سے متعلقہ چند اہم مسائل کا تحقیقی جائزہ	19
مریض اور روزہ	19
بوڑھے ،ضعیف العمر اور روزہ	20
کھانا کھلانے کی کیفیت	21
مسافر اور روزہ	22
ضرر و نقصان کا ضابطہ	25
حیض ونفاس اور روزہ	26
حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین اور روزہ	27
روزہ کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے اور کن سے نہیں	27
روزہ سے متعلقہ اختلافی معاملات میں اہم قاعدہ	28
روزہ توڑنے والے وہ امور جن سے روزہ کی قضا لازم آتی ہے	28
قئے (الٹی) اور روزہ	30
حیض یا نفاس کا خون اور روزہ	31
الاستمناء(خود لذتی) اور روزہ	31
روزہ کی حالت میں مذی کا نکلنا	31
روزہ کی حالت میں جسم سے خون نکلنا	32
روزہ توڑنے والی صورتوں میں روزہ فاسد ہونے کی شروط	34
دیگر وہ امور جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا	35
روزہ کے دروان بوس و کنارکرنا (چومنا)	35
وہ امور جن سے روزہ کی قضاء و کفارہ مغلظہ دونوں لازم آتے ہیں	36
اعتکاف فضیلت،احکام و مسائل	38
معتکف مسجد اور اپنی جائے اعتکاف میں کب داخل ہو؟	39
اعتکاف سے متعلقہ چند اہم معاملات	40
خواتین کے لیے ضروری ہدایت	44
صدقۃ الفطر مختصر احکام و مسائل	45

احکام ماہِ رمضان
روزہ ، اعتکاف اور صدقۃ الفطر

بسم اللہ والحمد للہ والصّلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی اٰلہ وصحبہ وأزواجہ ومن والاہ وبعد !

ماہِ رمضان کی فضیلت

انتہائی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں زندگی میں ایک مرتبہ یہ ماہِ مبارک نصیب ہو جائے، چہ جائے کہ وہ لوگ جنہیں بار بار ماہِ رحمت نصیب ہو۔ جی ہاں ! اہل ایمان کے لیے اللہ تعالیٰ کے احسانات و انعامات میں یہ ماہِ مبارک بہت بڑا انعام و احسان ہے۔ کیونکہ :

اس ماہ کو خود رسول اکرم ﷺ نے بابرکت قرار دیا، اس ماہ میں کتابِ ہدایت قرآن کریم کو نازل کیا گیا، اس میں جنت کے تمام دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے تمام دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اس میں اس ملعون شیطان کو قید کر دیا جاتا ہے جو دنیا میں ہر قسم کی چھوٹی بڑی برائی کی وجہ و سبب ہے اور اس ماہِ مبارک میں روزانہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے، اس میں روزہ و قیام کے مفہوم و ضابطوں کو سمجھتے ہوئے عبادت کرنے والے کے سابقہ تمام صغیرہ گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے، اور اس ماہ میں ایک رات ایسی ہے جس کا مقابلہ ہزار مہینے بھی نہ کر سکیں، ایسا مبارک مہینہ کہ اس میں آنے والی "**لیلۃ القدر**" سے جو محروم کر دیا گیا، اس سے بڑا محروم ہی کوئی نہیں۔

ماہِ رمضان ایک مبارک مہینہ، تلاوتِ قرآن کریم کا مہینہ، عبادات و ریاضتوں کا مہینہ، جنت کے حصول اور جہنّم سے نجات کا مہینہ، رحمتوں برکتوں اور مغفرت کا مہینہ، صبر و برداشت کا

مہینہ، فراخی رزق کا مہینہ، بھائی چارگی اور ایک دوسرے سے خیر خواہی کرنے کا مہینہ، صدقات و خیرات کا مہینہ، اپنے آپ کو سدھارنے اور سنوارنے اور تربیت کا مہینہ ہے۔

مذکورہ فضائل مندرجہ ذیل احادیثِ رسول ﷺ میں بیان کیے گئے ہیں:

- رسول اکرم ﷺ ماہِ رمضان کی آمد پر فرماتے: یقیناً تمہارے پاس مبارک مہینہ آیا ہے، جس کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کیے ہیں۔ جس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، شیطان کو جکڑ کر قید کر دیا جاتا ہے، اور اس ماہِ مبارک میں ایک رات ایسی عظمت والی ہے کہ وہ ایک اکیلی رات ہی ایک ہزار مہینوں سے بہتر اور شرف و عظمت والی ہے، اور پھر فرمایا کہ: جو اس رات کی بھلائی سے محروم ہو گیا حقیقت میں وہی محروم ہے۔ [1]
- اسی طرح رسول اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے: اس ماہِ مبارک میں اللہ تعالیٰ کا فرشتہ پکار پکار کے یہ کہتا ہے کہ اے خیر و بھلائی چاہنے والے خوش ہو جا (کہ خوشی کا مہینہ، خیر و بھلائی کا مہینہ، برکات اور رحمتوں کا مہینہ آگیا ہے) اور اے شر و برائی کے چاہنے والے اب تو رک جا (اور برائی چھوڑ دے)۔ [2]
- اور فرمایا: جو شخص اس ماہِ مبارک کے روزے رکھے، اور اس مہینہ کی حدود کو پہچان کر ان کی حفاظت کرے، اور جن چیزوں کا اس ماہِ مبارک میں خیال رکھنا چاہیے ان کا عملاً خیال رکھے، تو اس کے سابقہ تمام (صغیرہ) گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔ [3]

---

[1] رواہ احمد والنسائی والبیہقی
[2] رواہ احمد والنسائی باسناد جید
[3] رواہ احمد، والبیہقی باسناد جید

- اور فرمایا کہ (اس ماہ مبارک میں) ہر رات اللہ تعالیٰ لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔[1]
- اسی طرح مسند حاکم کی صحیح روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے یہ بد دعا فرمائی کہ اس شخص کے لیے ہلاکت و بربادی ہو جو رمضان المبارک کو پالے اور اپنے گناہوں، بد اعمالیوں پر (پشیمان و شرمندہ ہو کر اور آئندہ نہ کرنے کے عزم کے ساتھ رب کے حضور خلوصِ دل سے معافی مانگ کر) اپنی بخشش نہ کرا سکا۔

اس ماہ کے شرف کو سمجھنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ماہِ مبارک مذکورہ بد نصیبی و بد بختی سے نجات کا موقع ہے۔ یہ مغفرت و بخشش اور جہنم سے آزادی کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان خوش نصیبوں میں سے بنا دے جن کے لیے یہ مبارک مہینہ رحمت، مغفرت، برکت، جنت اور رب کی رضا کے حصول کا پیغام لایا ہے۔

رمضان المبارک میں کرنے والے کام

ویسے تو ماہِ رمضان مکمل عبادات کا مہینہ ہے جن میں جتنا خیر و بھلائی کے کام کیے جائیں کم ہیں مگر چند عبادات ایسی ہیں جنہیں انتہائی انہماک، توجہ، شوق اور بڑھ چڑھ کر کرنے کی ضرورت ہے۔ جن میں سرِ فہرست:

قرآن مجید کی تلاوت کرنا، اسے ترجمہ و تفسیر کے ساتھ پڑھنا اور سننا، ماہِ مبارک کے روزہ رکھنا، رات کو قیام و تراویح کا اہتمام کرنا، خیر کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر خرچ کرنا، رمضان کے آخری عشرہ میں بھرپور عبادات کا اہتمام کرنا اور طاق راتوں میں خصوصی اہتمام کرنا، لیلۃ القدر کو تلاش کرنا، اعتکاف کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، صدقۃ الفطر ادا کرنا، اور ایسی دینی مجالس میں کثرت کے ساتھ شریک ہونا جہاں قرآن و حدیث کی روشنی میں اصلاحی و تربیتی دروس منعقد کیے جاتے ہوں، اور روزے کے منافی تمام غیر شرعی و غیر اخلاقی امور سے دور رہنا۔

---

[1] صحیح ابن ماجه للالبانی، ج۱/۱۳۳

روزہ اور اس سے متعلقہ چند بنیادی باتیں

روزہ کی تعریف: روزہ کو عربی زبان میں ''الصوم یا الصیام'' کہا جاتا ہے جس کا معنی ہے کسی بھی چیز سے مطلقاً بالکل ہی رک جانا ہے۔ اسی طرح روزے دار کو عربی میں "صائم" کہا جاتا ہے۔

جبکہ شرعی اصطلاح میں ''روزہ'' کی تعریف ہے کہ: ''عبادت کی نیت سے فجر صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے، ازدواجی تعلقات اور دیگر مفطرات یعنی روزہ توڑنے والی چیزوں سے خود کو روکے رکھنا''۔

روزہ کا حکم اور فرضیت

قرآن کریم، احادیث صحیحہ اورامت اسلامیہ کے اجماع و اتفاق سے یہ بات ثابت ہے کہ رمضان المبارک کے مکمل مہینے کے روزے فرض ہیں۔ اور ماہِ رمضان کا روزہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ جس کی فرضیت کا انکاری کافر، مرتد ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے الّا یہ کہ وہ (نو مسلم ہو یادار الحرب میں پروان چڑھا ہو، یا دنیا کے کسی ایسے مقام پر رہتا ہو جہاں اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو جسکی وجہ سے وہ) روزے کی فرضیت سے نا آشنا ہو۔

ماہِ رمضان المبارک کا روزہ بالاتفاق شعبان سن ۲ ہجری میں فرض ہوا۔

روزے کی فرضیت کے دلائل

<u>قرآن کریم:</u> اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ (البقرة:183) ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردیئے گئے ہیں''۔ اور فرمایا: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ (البقرة:185) ''رمضان وہ مہینہ

ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو تمام لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت اور حق و باطل میں امتیاز کرنے والے واضح دلائل موجود ہیں۔ لہٰذا تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پالے اس پر لازم ہے کہ پورا مہینہ روزے رکھے۔"

احادیثِ مبارکہ: صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمدّ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور اگر استطاعت ہو تو حجِ بیت اللہ کرنا"۔

اسی طرح صحیح بخاری کی ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جس میں ایک اعرابی (دیہاتی) رسول اکرم ﷺ سے سوالات کرتا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر روزہ فرض کیا ہے اس کے بارے میں مجھے بتایئے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "شهر رمضان" یعنی اللہ تعالیٰ نے ماہِ رمضان کے روزے فرض کیے ہیں، جبکہ اس ماہ کے علاوہ تم نفلی روزہ بھی رکھ سکتے ہو۔

اور خود رسول اکرم ﷺ روزہ فرض ہونے کے بعد ۹ سال تک ہر سال ماہِ رمضان کا روزہ رکھتے رہے۔

اجماع: امتِ مسلمہ کا ہر دور میں اس بات پر اجماع رہا ہے کہ ماہِ رمضان کے روزے فرض ہیں اور مسلمانوں میں سے کسی نے اس کی فرضیت کا انکار نہیں کیا۔

رمضان المبارک کے روزے کن پر فرض ہیں؟

روزہ کی فرضیت کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اسلام ۲۔ بلوغت ۳۔ عقل کا ہونا۔ ۴۔ روزہ رکھنے کی طاقت و قدرت کا ہونا۔ ۵۔ حالتِ قیام یعنی "حضر" میں ہونا (حالت سفر میں نہ ہونا)۔ ٦۔ روزہ رکھنے سے مانع امور کا نہ ہونا (یعنی روزہ رکھنے میں کوئی امر مانع (رکاوٹ) نہ ہو) اور وہ مانع امور "حیض و نفاس" کے

فرض روزہ کی نیت: ہر واجب روزہ میں نیت کرنا ضروری ہے، جیسے رمضان کے روزے، قضاء و کفارے کے روزے وغیرہ۔

نیت کا وقت: فرض روزہ کی نیت طلوعِ فجر سے پہلے کرنا ضروری ہے اگرچہ ایک منٹ پہلے ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے: جس نے فجر سے پہلے روزہ کی نیت نہیں کی اسکا روزہ نہیں۔[1] جبکہ بہتر یہی ہے کہ رات سونے سے پہلے روزہ کی نیت (ارادہ) کر کے سویا جائے۔

تجدیدِ نیت: کیا رمضان المبارک میں روزانہ ہر روزہ کی نیت کرنا ضروری ہے؟

اس مسئلہ میں راجح بات یہی ہے کہ اگر رمضان کے شروع میں ہی مکمل مہینہ روزہ رکھنے کی نیت کرلی تو وہ کافی ہے، البتہ اگر درمیان میں کسی بھی وجہ سے کوئی روزہ چھوٹ جاتا ہے تو اگلے روزہ کی دوبارہ نیت کرنا ضروری ہے۔ جیسے حائضہ، حاملہ، دودھ پلانے والی خواتین اور بیمار و مسافر وغیرہ اگر رمضان کا کوئی روزہ چھوڑدے تو دوبارہ روزہ رکھنے کے لیے فجر سے پہلے نیت کریگا گے۔

نفلی روزہ کی نیت: البتہ عام نفلی روزہ کی نیت رات سے کرنا ضروری نہیں وہ اگلے روز زوال سے پہلے کسی بھی وقت کی جاسکتی ہے[2]۔ہاں اگر خاص نفلی روزہ ہو جیسے: عرفہ وعاشوراء وغیرہ کا تو اسکے لیے رات ہی سے نیت کرنا بہتر ہے۔

نیت کے الفاظ: جہاں تک اسکا زبان والفاظ سے اظہار کرنے کا تعلق ہے تو اعمالِ شرعیہ میں سوائے ان اعمال کے کہ جن میں رسولِ اکرم ﷺ سے زبان و الفاظ سے نیت کرنا ثابت ہے (جیسے: حج وعمرہ کی نیت) بقیہ اعمال میں زبان و الفاظ سے نیت کرنا "بدعت" ہے، کیونکہ اگر

---

[1] رواہ الترمذی (730) صححہ الالبانی فی صحیح الترمذی (583)

[2] صحیح مسلم : 1154

تمام اعمال میں زبان والفاظ سے نیت کرنا جائز ہوتا تو اللہ کے پیغمبر ﷺ سے کم از کم ایک مرتبہ اسکا ثبوت ضرور ہوتا، تو جس عمل کا ثبوت اللہ کے نبی ﷺ سے ایک مرتبہ بھی نہیں وہ عمل جائز و صحیح کیسے ہو سکتا ہے؟؟

اسکے علاوہ "روزہ کی نیت" کے حوالے سے جو الفاظ آج لوگوں کی زبانوں پر عام ہیں جیسے : وبصوم غد نویت من شہر رمضان۔ وغیرہ یہ اور اس قسم کے دیگر الفاظ مختلف روایات میں موجود ہیں لیکن وہ تمام روایات یا تو من گھڑت ہیں یا انتہائی ضعیف۔ لہٰذا ان الفاظ کو ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

روزہ کی فضیلت ، فوائد اور مقاصد

روزہ کی بنیادی فضیلت اور مقصد " حصولِ تقویٰ" ہے

فرمانِ الٰہی ہے.: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرة:١٨٣) "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کئے گئے تھے (اور اس کا مقصد یہ ہے) تا کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو"۔

تقویٰ کی تعریف: تقویٰ کی تعریف میں اہلِ علم کے مختلف اقوال ہیں۔

امام ابنِ قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تقویٰ کی تعریف میں سب سے بہترین قول جناب طلحہ بن حبیب رحمہ اللہ کا ہے۔ ان سے جب تقویٰ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ "تقویٰ یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل شدہ نور (کتاب و سنت) کی بنیاد پر اُس (کے فرض کردہ تمام احکامات) کی اطاعت کریں اور اس پر اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی مکمل امید رکھیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل شدہ نور (کتاب و سنت) کی بنیاد پر اُس (کے منع کردہ تمام امور) کی نافرمانی سے اجتناب کریں اور اس پر اللہ کے عذاب سے ڈریں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تقویٰ سے بہترین لباس کوئی نہیں جسے اپنا کر انسان اپنے تمام ظاہری و باطنی عیوب ختم کر سکتا ہے اور تقویٰ ایسی کیفیت کا نام ہے کہ جس میں بندہ اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی وہ عظمت وہیبت اور خوف محسوس کرے جو اسے فرائض و واجباتِ شرعیہ کے ادا کرنے اور نافرمانی، گناہ و جرائم سے رکنے پر آمادہ کرے اسی لیے رسول اکرم ﷺ نے تقویٰ کو "وقایة "یعنی نافرمانی سے دور رہنے کا ذریعہ قرار دیا۔

تقویٰ کے فوائد

تقویٰ کے بے شمار فوائد ہیں، ان سب کو لکھنا یہاں ممکن نہیں۔ یہاں صرف تذکیر کے لیے چند اہم فوائد لکھے جارہے ہیں تاکہ روزے کے اہم ترین مقصد کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے چار اہم ترین فوائد ذکر کیے ہیں، اور غور کیا جائے تو ان چاروں کی ضرورت دنیا کے ہر انسان کو ہوتی ہے۔

۱۔ سب سے پہلا فائدہ: تقویٰ مصائب و مشکلات سے نکلنے کا راستہ ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (الطلاق:۲) اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کی کوئی نا کوئی راہ پیدا فرمادے گا۔

۲۔ دوسرا فائدہ: تقویٰ رزق میں زیادتی، فراوانی و برکت کا ذریعہ ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق:۳) اور اسے ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں اسے وہم و گمان بھی نہ ہو۔

۳۔ تیسرا فائدہ: تقویٰ سہولت اور آسانیوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا (الطلاق:4) اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو اللہ اس کے لئے اس کے کام میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔

۴۔ چوتھا فائدہ: تقویٰ مغفرت واجر کے حصول کا ذریعہ ہے۔ رب تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَنْ

يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا (الطلاق:۵)اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے گناہ مٹا دے گا اور اسے بڑا بھاری اجر دے گا۔

اب تقویٰ کیسے حاصل ہو گا اس کے لیے جن امور کو انسان اختیار کر سکتا ہے ان میں اہم ترین عمل ''روزہ'' ہے۔

اسی طرح تقویٰ کے علاوہ بھی روزہ کے دیگر فوائد ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

روزہ اخلاص پیدا کرتا ہے: اخلاص اعمال کی قبولیت کی بنیادی شرط ہے اور ''روزہ''اس اخلاص کو اپنے اندر پیدا کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ کیونکہ اخلاص کا معنی ہے کہ ہر نیک عمل صرف ایک اللہ ہی کے لیے کیا جائے جس میں اس کے ساتھ کوئی بھی شریک نہ ہو۔ اور اس عمل کا مقصد بھی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو، اسی لیے روزہ دار ناجائز امور کے ساتھ ساتھ ان امور کو بھی چھوڑ دیتا ہے، جو وقتِ روزہ کے علاوہ جائز ہوتے ہیں۔ جیسے کھانا پینا، میاں بیوی کے درمیان تعلقات وغیرہ۔ یہ سب مومن روزہ دار صرف اپنے رب تعالیٰ کے لیے چھوڑتا ہے جو اس میں مزید اخلاص پیدا کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔

روزہ کا اجر و ثواب شمار ہی نہیں کیا جاسکتا: شریعت میں بہت سی عبادتوں کا اجر و ثواب بیان کر دیا گیا ہے، لیکن روزہ وہ عظیم ومبارک عمل ہے کہ اسکا اجر و ثواب رب تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے، حدیثِ قدسی ہے کہ اللہ فرماتا ہے: ابنِ آدم کا ہر عمل اسکے لیے ہے سوائے "روزہ" کے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اسکی جزاء دوں گا۔ [1]

روزہ صغیرہ و کبیرہ تمام گناہوں سے پاکیزگی کا ذریعہ: فرمان رسول ﷺ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کیے ہیں، اور میں نے تمہارے لیے اس ماہ کا قیام مسنون کیا

[1] أخرجه البخاري (الفتح 10 / 369 ط السلفية) ومسلم (2 / 807 ط . الحلبي).

ہے، تو جو اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے اس ماہ کا روزہ رکھے اور قیام کرے تو گناہوں سے ایسے پاک وصاف ہو جائے گا جیسے اس کی ماں نے آج ہی اسے جنا ہو۔ [1]

روزہ دار کی دعا رد نہیں کی جاتی: رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے: ۳ قسم کے لوگ ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی، ان میں سے ایک روزہ دار ہے، جب تک کہ افطاری نہ کر لے۔

روزہ گناہوں اور جہنم کی آگ سے بچنے کا ذریعہ ہے: رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے: ”جو بندہ کسی بھی دن اللہ کے راستے میں روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن اسے جہنم سے ۷۰ سال کی مسافت دور فرما دیتا ہے۔ [2]

جنت کے دروازوں میں ایک دروازہ صرف "روزہ دار" کے لیے خاص ہے: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جسکا نام "ریّان" ہے جس سے قیامت کے دن سوائے روزہ دار کے کوئی داخل نہیں ہو گا۔ [3]

روزہ تمام فتنوں، مصیبتوں سے نجات کا اہم ذریعہ ہے: رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا فرمان مبارک ہے: ” آدمی کو اس کے اھل و عیال، اس کے مال اور اس کے آس پڑوس میں جو بھی فتنہ پہنچتا ہے اسے نماز، روزہ اور صدقہ ختم کر دیتا ہے۔ [4]

روزہ انسانی شہوت کو ختم کرنے کا ذریعہ ہے: انسانی طبیعت ہے کہ اگر پیٹ بھرا ہو تو انسانی خواہشات بھی بڑھ جاتی ہیں۔ کیونکہ جب جسم کو بھرپور غذا ملتی ہے تو اس میں طاقت پیدا ہوتی ہے اور اس طاقت کا صحیح مخرج و مصرف نہ ہو تو انسان ناجائز مصارف تلاش کرتا ہے، اور اس طرح انسان گناہ کا شکار ہوتا ہے۔ اور روزہ ہر اعتبار سے بڑھتی ہوئی نفسانی خواہش کو

---

[1] رواه النسائی و احمد

[2] أخرجه الترمذي (5 / 578) وقال : حديث حسن .

[3] متفق عليه

[4] رواه البخاري (494) ومسلم (5150)

کنٹرول کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اور اس کی دلیل: " رسول اکرم ﷺ کا وہ فرمان ہے جس میں آپ ﷺ نے ان جوانوں کو جو (وسائل میں کمی یا کسی اور وجہ سے) شادی نہیں کر سکتے انہیں روزہ رکھنے کا حکم دیا[1] تاکہ روزہ کے ذریعہ وہ اپنی جسمانی طاقت کو کنٹرول کر سکیں اور ناجائز و خلافِ شرع امور میں مبتلا نہ ہوں۔

روزہ نعمتِ الٰہی پر شکر اور غربا، فقراء اور محتاجوں کا احساس پیدا کرنے کا ذریعہ ہے:

یہ بھی روزہ کے فوائد میں سے اہم ترین فائدہ ہے، کیونکہ جب روزہ دار صبح سے لے کر شام تک خالی پیٹ بھوکا رہتا ہے تو ایک طرف اس میں احساسِ تشکر پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اتنا دیا ہے کہ وہ غربت و افلاس کی وجہ سے بھوکا نہیں رہتا اس لیے اسے اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اور اس کا فرمانبردار بن کر رہنا چاہیے۔ اور دوسری طرف اس کے اندر ان غریبوں، بیواؤں اور معاشرے کے ان محتاج لوگوں کا احساس پیدا کرتا ہے جو غربت و افلاس کی وجہ سے سال میں کتنے ہی دن بھوکے رہتے اور کتنی ہی راتیں بھوکے سوتے ہیں، اس لیے ہر شخص کی بالعموم اور اہلِ ثروت حضرات کی بالخصوص یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق ایسے محتاج لوگوں کے ساتھ ہر طرح سے تعاون کریں۔

روزہ جسمانی صحت کا اہم ذریعہ: عربی زبان میں ایک محاورہ ہے " **المعدة بيت الدّاء والحمية رأس الدّواء** " کہ "معدہ بیماریوں کا گھر ہے، جبکہ پرہیز بہترین دواء"۔ اس لیے اطبّاء (ڈاکٹرز) کہتے ہیں کہ "پرہیز علاج سے بہتر ہے" کھانے سے پہلے بھی اور کھانے کی بعد بھی کیونکہ بیماری کی وجوہات میں سے ایک اہم وجہ زیادہ کھانا، یا نقصان دہ کھانا ہے۔ اسی لیے احتیاط کریں۔ اور اگر سحری و افطاری میں زیادتی سے پرہیز کیا جائے اور اعتدال میں رہا جائے تو سال میں ایک پورا مہینہ دن بھر روزہ رکھنا جسمانی صحت کے لیے بہت مفید رہتا ہے۔

---

[1] رواه البخاري النكاح (4779), و مسلم النكاح (1400)

روزہ کی سنتیں اورآداب

روزہ کی سنتیں اور آداب بہت زیادہ ہیں جن میں سے اہم ترین مندرجہ ذیل ہیں:

سحری کرنا: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ: سحری کیا کرو، یقیناً سحری میں بڑی برکت ہے [1]۔ اسی طرح مسند احمد کی روایت کے مطابق سحری کرنے والوں پر اللہ رحمت اور فرشتے دعائے رحمت فرماتے ہیں۔

سحری کے آداب

ا) سحری میں اعتدال: سحری میں اعتدال سے مراد یہ ہے کہ انسان اتنا کھائے جس سے وہ بقیہ دن سہارا کر سکے، اور سحری میں اعتدال اس بات کا نام ہے کہ نہ تو انسان بھوکا رہے کہ عبادت کرنا بھی اسکے لیے مشکل ہے جائے اور نہ ہی اتنا پیٹ بھر کر کھالے کہ بھوک کا احساس ہی ختم ہو جائے کہ جو روزہ کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ترین مقصد ہے۔

ب) سحری میں تاخیر کرنا: سحری میں تاخیر سے مراد ہے کہ ”رات کے آخری پہر میں، آخری وقت تک سحری کرنا“۔ اور اس کی دلیل صحیح بخاری و مسلم میں سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ: ہم (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نبی مکرم ﷺ کے ساتھ سحری کرتے پھر نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ (راوی حدیث کہتے ہیں کہ) میں نے پوچھا کہ سحری (شروع کرنے) اورآذان کے درمیان کتنا فاصلہ ہوتا تھا؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اتنا جتنا کہ ایک آدمی قرآن مجید کی ۵۰ آیتیں تلاوت کرلے۔ [2]

اب اگر قرآن مجید کی ۵۰ آیتیں آرام سے، تجوید و اطمینان کے ساتھ تلاوت کی جائیں تو اس میں ۱۵ یا ۲۰ منٹ سے زیادہ نہیں لگتے۔ جس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اور

---

[1] أخرجه البخاري (الفتح 4 / 139) ومسلم (2 / 770) .

[2] أخرجه البخاري (الفتح 4 / 138 ط . السلفية) ومسلم (2 / 771 ط . الحلبي) .

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اذانِ فجر سے بالکل پہلے آخری پہر میں اور آخری وقت تک سحری کیا کرتے تھے۔

اسی طرح سیدنا عمرو بن میمون رحمہ اللہ (جو کہ بڑے تابعین میں سے ہیں) فرماتے ہیں کہ: جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم لوگوں میں سب سے بڑھ کر جلدی افطاری کرنے والے (یعنی وقت پر فوراً بغیر احتیاطی انتظار کیے) اور دیر تک (یعنی آخر وقت تک) سحری کرنے والے تھے۔

آخری وقت تک سحری کرنے میں اہل علم یہ حکمت بیان کرتے ہیں کہ یہ عین فطرت اور انسانی طبیعت کے مطابق ہے۔ کیونکہ بقیہ پورے دن مغرب تک بھوکا پیاسا رہنا ہوتا ہے اس لیے بہتر یہی ہے کہ آخری وقت ہی میں سحری کی جائے تاکہ عبادات وغیرہ میں سہارا رہے۔

ج) سحری میں کھجور کھانا بھی باعثِ برکت اور غذائیت سے بھرپور ہے۔

د) سحری کا انتہائی وقت: رات سے لے کر طلوع فجر تک ہے۔

مسئلہ: غسل واجب ہو جائے اور سحری کا وقت مختصر ہو تو سحری کھا کر بھی غسل کیا جا سکتا ہے اگرچہ اذانِ فجر ہی کیوں نہ ہو جائے۔

افطاری کے آداب

ا) رطب (تر کھجور) سے روزہ کھولنا۔

ب) تر کھجور نہ ملنے پر خشک کھجور یا چھوارے سے روزہ کھولنا۔

ج) کھجور و چھوارا نہ ملنے پر پانی سے روزہ کھولنا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نماز مغرب سے پہلے رطب کھجور سے افطار فرماتے۔ وہ نہ ملنے پر خشک کھجور سے افطار فرماتے اور وہ بھی نہ ملنے پر پانی کے چند

گھونٹ نوش فرماتے [1]۔

د) افطاری کے وقت دعا کرنا مستحب ہے۔ افطاری کے وقت دعا کرنا بھی انتہائی پسندیدہ اور اجر و ثواب کا باعث ہے، اور افطاری کے وقت ان الفاظ سے دعا کرنی چاہیے: (ذَهَبَ الظَّمَأُ وَ ابتَلَّتِ العُرُوقُ وَ ثَبَتَ الأَجرُ إِن شاءَ اللهُ) ”پیاس ختم ہوئی اور رگیں تر ہو گئیں اور ان شاء اللہ اجر بھی مل گیا۔“

یہ رسول اکرم ﷺ کا معمول تھا۔ [2] اس لیے ہر روزہ دار کو چاہیے کہ اس دعا کو اس کے معنی کے ساتھ یاد کرے۔ اور اسے روزہ کھولنے کے ساتھ یا بعد ادا کرے۔

تنبیہ: جہاں تک ان الفاظ کے ساتھ دعا کرنے کا تعلق ہے: (اللهم لک صمت وعلى رزقک افطرت) [3] تو محققین اہلِ علم نے تفصیل کے ساتھ اس پر بحث کی ہے کہ اس کا ثبوت نہ ہی رسولِ اکرم ﷺ سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی صحابی سے۔ بلکہ یہ اور اس معنی میں جتنی بھی روایات ہیں یا تو مرسل ہیں یا شدید ضعیف ہیں یا موضوع و من گھڑت ہیں۔ جبکہ اس کے مقابلے میں پچھلی روایت (ذَهَبَ الظَّمَأُ...) والی سند صحیح بلکہ بقول امام حاکم: امام بخاری و مسلم رحمہم اللہ کی شرط پر ثابت ہے۔

---

[1] أخرجه الترمذي (3 / 70) وقال : حديث حسن .

[2] أخرجه أبو داود (2 / 765) والدارقطني (2 / 185) وحسن الدراقطني إسناده وقال الحاكم : صحِيح على شرط الشّيخين .

[3] الحديث ضعيف (مرسل) لأن ا- معَاذ بن زهرَة لم يدرک النبی علیه السلام۔ البدر المنير - (5 / 710) وروایة اخری عن: ب- عبد الْملك بن هَارُون : وهو كذّاب دجّال ، وضّاع ، لا يعرف ، ليس بمعروف ۔البدر المنير - (5 / 711) ,التلخيص الحبير - (2 / 444) ,التلخيص الحبير - (2 / 445) وعن : داود بن الزبرقان وهو متروك. نيل الأوطار - (4 / 301)، إرواء الغليل - (4 / 37-38) تراجعات العلامة الألباني في التصحيح والتضعيف - (1 / 23).

ہ) افطاری میں جلدی کرنا:

روزہ کھولنے میں جان بوجھ کر دیر کرنا اگرچہ وہ احتیاط کے نام پر ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ آج ہمارے معاشرے میں رائج ہے۔ سورج غروب ہو چکا ہوتا ہے، سائرن یا اذان کی آواز آجاتی ہے اس کے باوجود احتیاط کے نام پر جان بوجھ کر روزہ کھولنے میں تاخیر کی جاتی ہے۔ یہ عمل انتہائی قابلِ مذمت اور خلافِ سنت ہے۔ کیا ایسے لوگوں کے لیے امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان و عمل کافی نہیں؟؟ صحیح بخاری و مسلم میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: وہ لوگ ہمیشہ خیر و بھلائی کے ساتھ رہیں گے جب تک کہ روزہ کھولنے میں جلدی کریں گے۔

اسی طرح آپ ﷺ اپنے رب سے روایت فرماتے ہیں (یعنی حدیث قدسی ہے) کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے اپنے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو افطاری (روزہ کھولنے) میں جلدی کرتا ہے۔[1] اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کے حوالے سے سیدنا عمرو بن میمون (تابعی) کا قول بھی پیچھے گزر چکا ہے۔

[1] رواه أحمد والترمذي وحسنه وابن خزيمة وابن حبان-

روزہ کے منافی ، غیر شرعی امور

روزہ کا بنیادی مقصد ہی ''تقوی'' کا حصول ہے۔ جیسا کہ پیچھے تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے، اور روزہ کو شریعت میں گناہوں سے بچنے کا ذریعہ قرار دیا گیا۔ اسی لیے روزہ دار کو تمام زبانی و عملی برائیوں سے دور رہنا چاہیے۔ کیونکہ یہ برائیاں اس کے روزہ کو برباد کر سکتی ہیں۔

جیسے جھوٹ، غیبت، چغل خوری، فحش گوئی، گالم گلوچ، لڑائی جھگڑا، غرض زبان کے ہر قسم کے غلط استعمال۔ اسی طرح اپنی آنکھوں، کانوں اور ہاتھ پاؤں کا غلط استعمال، فحش و خلاف شرع باتیں سننا، گانے اور موسیقی سننا، ڈرامے ، فلمیں دیکھنا، فحش تصویریں دیکھنا، فحش لٹریچر پڑھنا، اپنے اعضاء (زبان، ہاتھ، پاؤں غیرہ) سے کسی کو نقصان پہچانا، دھوکا دینا یا ظلم وزیادتی کرنا وغیرہ وغیرہ۔

کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ جو (روزہ میں) جھوٹ بولنا نہ چھوڑے اور اس پر عمل نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانے پینے کے چھوڑنے کی کوئی پرواہ نہیں [1]۔

اس لیے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ روزہ صرف کھانے پینے کو چھوڑنے کا نام نہیں بلکہ رسول اکرم ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے کہ: روزہ لغو (بے مقصد اور ناجائز) باتوں سے دور رہنے اور بے حیائی، فحاشی، اور خلاف شرع (تمام) کاموں کو (عملاً) چھوڑ دینے کا نام ہے۔ (اور اسی طرح روزہ صبر و برداشت اور تحمل و بردباری اختیار کرنے کا نام ہے۔ کیونکہ فرمایا: کہ اگر (تمہارا روزہ ہو اور) تمہیں کوئی جاہل کہے یا کوئی گالی دے تو (برداشت اور تحمل سے کام لو اور) اس سے کہو کہ میں روزہ سے ہوں، میرا روزہ ہے۔ [2] (اور کی برائی کا جواب بجائے برائی سے دینے کے اس سے اپنا دامن بچاتے ہوئے دور ہو جاؤ)۔

[1] البخاري : الصوم 1903

[2] أخرجه مسلم (809/2)

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: کہ کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں جنہیں ان کے روزہ سے سوائے بھوک وپیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور کتنے ہی راتوں کو عبادت کرنے والے ایسے ہیں جنہیں سوائے راتوں کو جاگنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ [1]

روزوں سے متعلقہ چند اہم مسائل کا تحقیقی جائزہ

مریض اور روزہ

جو شخص کسی بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز ہو اس کی دو صورتیں ہیں:

ا۔ وہ جسکی بیماری دائمی ہو اوراسکے ختم ہونے کی امید نہ ہو، جس کے باعث وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو۔

ایسے شخص کا حکم بوڑھے جیسا ہے جسکی تفصیل اگلی سطور میں ''بوڑھے اور ضعیف العمر کا روزہ'' کی وضاحت میں دیکھیں۔

۲۔ اس کی بیماری عارضی ہو جس کے ختم ہونے کی امید ہو۔

ایسا شخص بیماری ختم ہو جانے کے بعد متروکہ روزوں کی قضا کرے گا۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ (البقرة: ۱۸۵) ''پھر اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرلے''۔

اور ایسے مریض کے روزے رکھنے یا نہ رکھنے کے حوالہ سے چند اہم اصولی باتیں:

یاد رہے کہ مریض کے لیے روزہ رکھنا یا نہ رکھنا اس کی حالت پر مبنی ہے۔

---

[1] رواه ابن ماجه (1690) وصححه الألباني في صحيح ابن ماجه .

اوراسکی تین صورتیں ہیں:

(ا) بیماری اگر معمولی وخفیف سی ہو جیسے معمولی سانزلہ، زکام، سر یا جسم میں ہلکاسادرد وغیرہ تو ایسی صورت میں روزہ چھوڑنا جائز نہیں بلکہ روزہ رکھنا ضروری ولازمی ہو گا۔

(ب) اگر بیمار شخص کے لیے روزہ رکھنا تکلیف ومشقت کا باعث ہو لیکن روزہ رکھنے سے کوئی نقصان نہ پہنچے تو ایسی صورت میں روزہ چھوڑنا اور نہ رکھنا ہی بہتر ہےاور روزہ رکھناغیرمناسب ہے۔

(ج) اور اگر مریض کے لیے روزہ رکھنا باعثِ نقصان و ضرر ہو جیسے کینسر، ہائی شوگر و بلڈ پریشر جیسی بڑی بیماریاں، اسی طرح وہ شخص جو کسی دائمی بیماری میں مبتلا ہو۔ الغرض ہر وہ بیماری جس میں روزہ رکھنا شدید نقصان کا سبب بن جائے ایسی حالت میں روزہ رکھنا ناجائز و حرام ہے۔

اور اگر اس آخری صورت میں جس میں روزہ رکھنا ناجائز ہے اگر کوئی روزہ رکھ لے، تو اس صورت میں اہلِ علم کے نزدیک اس کا روزہ رکھنا اسے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ بلکہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کی وجہ سے وہ گناہ گار بھی ہو گا۔ کیونکہ اس حالت میں اس کا روزہ رکھنا ایساہی ہے جیسے کوئی ممنوعہ ایام میں روزہ رکھے، جیسے ایام عیدین میں روزہ رکھناوغیرہ وغیرہ۔

نوٹ: تیسری صورت میں بیان کردہ "ضرر و نقصان کا ضابطہ" کیاہے اسکی تفصیل اگلی سطور (صفحہ 25) میں ملاحظہ فرمائیں۔

بوڑھے، ضعیف العمر اور روزہ

اور وہ لوگ جو بڑھاپے کے باعث روزہ رکھنے پر قادر نہ ہوں (یا دائمی مریض ہوں) وہ روزانہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو فدیہ کے طور پر کھانا کھلائیں۔ جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتوی ہے۔ آپ نے آیت فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا (البقرۃ: ۱۸۴) کی تفسیر

میں ان بوڑھے مرد وخواتین کا ذکر کیا ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔[1] اور اسی پر آج بھی اہل علم کا فتویٰ ہے۔

کھانا کھلانے کی کیفیت

روزہ نہ رکھ سکنے کی صورت میں ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلانے کا حکم دیا گیا، اب کھانا کھلانے کا طریقہ کیا ہے؟ اس کے کچھ طریقے اہلِ علم نے بیان کیے ہیں۔

ا۔ پہلا طریقہ: مہینے کے آخر میں ۲۹ یا ۳۰ بندوں کا کھانا تیار کروائے پھر ۲۹ یا ۳۰ مساکین کو وہ کھانا کھلا دے۔ یہ طریقہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔[2]

۲۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ: روزانہ کے روزانہ ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

۳۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ: انہیں تیار پکا ہوا کھانا نہ کھلائے بلکہ کھانے کی مد میں ہر مسکین کو اناج کی صورت میں کھانا ادا کرے، ہر روزے کے بدلے سوا ایک سے ڈیڑھ کلو تک آٹا، چاول، جو، کھجور وغیرہ ادا کرے، اور یاد رہے اناج ادا کرنے کی صورت میں اس کے ساتھ ساتھ سالن کی صورت میں بھی کوئی معقول سالن یا اس کا عوض دینا بہتر ہے تا کہ وہ مکمل کھانا شمار ہو جائے۔

نوٹ:

ا۔ مذکورہ تینوں صورتوں میں سے جس کی جو آسانی و استطاعت ہو کوئی بھی صورت اختیار کی جا سکتی ہے۔

۲۔ کھانے کا معیار ایسا ہی ہونا چاہیے جیسا انسان خود کھاتا اور اپنے گھر والوں کو کھلاتا ہے۔

۳۔ مالدار اور اہلِ ثروت حضرات اگر تیسری صورت اختیار کریں تو بہتر ہے۔ کیونکہ یہ

---

[1] بخاری کتاب التفسیر باب قوله تعالیٰ: ایاما معدودات۔۔۔۔۔مسکین 4505

[2] أخرجه الدارقطني (207/2) وصححه الألباني في «الإرواء» (21/4).

صورت مسکین اور اس کے اہل وعیال کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ واللہ اعلم

۴۔ ماہِ رمضان شروع ہونے سے پہلے اگر کوئی شعبان یا شعبان کے آخر میں رمضان کے روزوں کا فدیہ ادا کرے تو وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اس کا یہ عمل وقت سے پہلے شمار ہوگا اور وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی ماہِ رمضان کے روزے شعبان میں ادا کرلے۔

مسافر اور روزہ

اسی طرح وہ شخص جو حالتِ سفر میں ہو یعنی مسافر ہو تو اس پر بھی روزہ فرض نہیں ہے۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: **وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ** (البقرة:185) ''ہاں اگر کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرسکتا ہے''۔

اور اس بات پر اہل علم کا اجماع ہے کہ مسافر حالتِ سفر میں روزہ چھوڑ بھی سکتا ہے اور افطار بھی کرسکتا ہے۔

مسافر کا حالتِ سفر میں روزہ رکھنا

جمہور اہل علم ''اہل علم کی اکثریت'' کا یہی قول وفتویٰ ہے کہ مسافر کو روزہ رکھنے یا چھوڑنے کا مکمل اختیار ہے اور اگر وہ رکھ لیتا ہے تو اسکا روزہ صحیح ہے اور اگر چھوڑتا ہے تو اس کی قضا ادا کرے گا۔ جس کی دلیل رسول اکرم ﷺ کا مسافر سائل کو یہ فرمانا ہے۔ ''**إن شئتَ فصم وإن شئتَ فافطِر**'' چاہو تو روزہ رکھ لو اور چاہو تو چھوڑ دو۔[1] اسی طرح خود رسول اکرم ﷺ سے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی دورانِ سفر روزہ رکھنا ثابت ہے۔ اور صحابہ کرام میں دورانِ سفر روزہ رکھنے والے اور چھوڑنے والے دونوں موجود ہوتے

[1] صحيح بخارى كتاب الصيام،باب الصوم فى السفر والافطار 1943، ومسلم الصيام، 1112

اور کوئی کسی پر تنقید و اعتراض نہیں کرتا تھا۔[1] لیکن:

مسافر کے لیے روزہ رکھنا بہتر ہے یا چھوڑنا؟

یہ مسئلہ بھی اہم ہے کہ مسافر کے لیے افضل اور بہتر کیا ہے؟ روزہ رکھنا یا چھوڑنا؟

بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ رکھنا بہتر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ چھوڑنا بہتر ہے اور بعض کہتے ہیں مسافر کو اختیار ہے چاہے تو رکھ لے اور چاہے تو نہ رکھے، اس کے حق میں دونوں برابر ہیں۔

لیکن راجح بات یہ ہے کہ مسئلہ میں تفصیل ہے:

یہاں تین صورتیں ہیں:

ا۔ اگر روزہ رکھنا یا نہ رکھنا دونوں برابر ہوں یعنی روزہ رکھنے سے کوئی فرق نہ پڑے تو ایسی صورت میں روزہ رکھنا ہی بہتر و افضل ہے۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ سے سخت گرمیوں میں دوران سفر روزہ رکھنا ثابت ہے۔[2] اور اس لیے بھی کہ جب روزہ رکھنا اور نہ رکھنا دونوں برابر ہوں تو وقت پر روزہ رکھنا ہی بہتر ہے، کیونکہ اس سے وقت پر فرض بھی ادا ہو جائے گا اور دوسرا یہ کہ رمضان المبارک میں رکھا جانے والا روزہ غیر رمضان کے روزہ سے افضل ہے۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دورانِ سفر روزہ رکھنا مشقت و تکلیف کا سبب ہو۔

ایسی صورت میں روزہ نہ رکھنا یعنی چھوڑنا ہی بہتر و افضل ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ ایک موقع پر آپ ﷺ صحابہ کے ساتھ سفر میں تھے اور سب روزہ سے تھے کہ آپ ﷺ کو خبر دی گئی کہ لوگوں پر روزہ رکھنا (دوران سفر) بہت مشکل اور تکلیف کا باعث بن رہا ہے، لیکن

---

[1] صحیح البخاری، الصوم، باب لم یعب اصحاب النبی بعضہم بعضا فی الصوم والافطار 1947، ومسلم الصیام، 118

[2] أخرجه البخاري في الصوم (1945)؛ ومسلم في الصيام/ باب التخيير في الصوم والفطر في السفر (1122).

لوگ آپ ﷺ کی اقتدا میں روزہ رکھے ہوئے ہیں کیونکہ آپ ﷺ بھی روزہ سے ہیں۔ سو آپ ﷺ نے سنتے ہی پانی کا پیالہ منگوایا، اسے اوپر اٹھایا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں پھر آپ ﷺ نے وہ پانی پی لیا اور لوگ آپ کو دیکھ رہے تھے تاکہ آپ ﷺ کی اقتدا کر سکیں۔ پھر آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ کچھ لوگ ہیں جو ابھی بھی روزے سے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہی لوگ نافرمان ہیں۔ یہی لوگ نافرمان ہیں۔ [1]

یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ مسافر کے لیے اگر روزہ رکھنا مشقت و تکلیف کا باعث ہو تو اس کے لیے روزہ چھوڑنا اور نہ رکھنا ہی بہتر و افضل ہے اور اگر وہ روزہ رکھ لے اور پھر بعد میں دورانِ سفر مشقت محسوس کرے تو اسے وقت سے پہلے روزہ افطار کر لینا چاہیے۔ یعنی جب بھی مشقت محسوس کرے تو روزہ توڑ لے، اور بعد میں اسکی قضا کرے، یہی مسنون بھی ہے اور یہی افضل و اولیٰ ہے۔

۳۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اگر روزہ رکھنے میں ضرر و نقصان کا خدشہ ہو۔[2]

تو ایسی صورت میں روزہ رکھنا حرام و ناجائز اور باعثِ گناہ ہے۔
کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا (النساء:۲۹)

"اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ بلاشبہ اللہ تم پر نہایت مہربان ہے"۔

آیت میں اگرچہ قتل و ہلاکت کا ذکر ہے لیکن آیت میں قتل و ہلاکت کے ساتھ ساتھ ہر وہ چیز شامل ہے جس میں ضرر یعنی نقصان ہو۔ کیونکہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس

[1] أخرجه مسلم في الصيام/ باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية (1114)

[2] ضرر و نقصان کا مفہوم و ضابطہ اگلے صفحہ 25 پر ملاحظہ فرمائیں۔

آیت سے ضرر و نقصان پر استدلال کیا تھا اور رسول اکرم ﷺ نے ان کی تائید فرمائی تھی۔[1]

اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا (جو انتہائی گھبراہٹ و تکلیف میں تھا) اس پر سایہ بھی کیا جارہا تھا، لوگ اس کے ارد گرد تھے آپ نے پوچھا کہ اسے کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ یہ "روزہ" سے ہے (یعنی روزہ میں ہونے کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: "سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔"[2] یہ فرمان خاص اُس شخص کے لیے ہے جس کیلیے روزہ رکھنا دورانِ سفر نقصان دہ ہو جیسا کہ مذکورہ شخص کی حالت تھی۔

ضرر و نقصان کا ضابطہ

ضرر نقصان کی پہچان دو طرح سے کی جاسکتی ہے:

ا۔ ایک "حس" کے ذریعہ۔ یعنی بیمار یا مسافر اپنی کیفیت سے خود اس بات کا اندازہ لگاسکتے ہیں کہ اگر وہ اس حالت میں روزہ رکھیں گے تو کیا روزہ رکھنے کی وجہ سے انہیں شدید ضرر یا نقصان پہنچ سکتا ہے یا ایسی کمزوری لاحق ہوسکتی ہے جو انہیں سخت نقصان یا ہلاکت میں ڈال دیں وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ دوسری صورت ہے "خبر و معلومات کے ذریعہ"۔ یعنی کوئی بااعتماد قابل ڈاکٹر یہ بتائے کہ روزہ رکھنے میں ضرر و نقصان واقع ہو سکتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اس حوالہ سے کسی عام آدمی یا کسی نیم حکیم یا کوئی ایسا ڈاکٹر جو قابل اعتماد نہ ہو اس کا قول معتبر نہیں ہو گا۔

نوٹ: مسئلہ ھذا میں کسی بھی ڈاکٹر کی بات پر اعتماد کرنے سے پہلے اس بات کو ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ وہ متعصب نہ ہو، یعنی اسلام اور شعائر اسلام کے بارے میں متعصّبانہ

---

[1] أخرجه البخاري معلقاً بصيغة التمريض في التيمم/ باب إذا خاف الجنب على نفسه المرض أو الموت....، ووصله أبو داود في الطهارة/باب إذا خاف الجنب البرد أيتيمم؟ (334)، والدارقطني (178/1) وصححه ابن حبان (1315) والحافظ في الفتح.

[2] أخرجه البخاري في الصوم/ (1946) ومسلم في الصيام/ (1115) عن جابر رضي الله عنه.

رائے نہ رکھتا ہو۔ اسی طرح اس کے مقابلے میں کوئی ماہر مسلم دین دار ڈاکٹر بھی موجود نہ ہو۔ اگر کوئی قابلِ اعتماد ماہر مسلم دین دار ڈاکٹر موجود ہو تو اسی کی بات پر اعتماد کرنا چاہیے اور دیگر ڈاکٹرز سے رجوع کرنے سے احتراز کرنا چاہیے واللہ اعلم۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر سفر پر روانہ ہو تو اس کے لیے وقت سے پہلے روزہ افطار کرنا (روزہ توڑنا) جائز ہے یا نہیں؟

راجح بات یہی ہے کہ اگر اسے مشقت محسوس ہو تو بہتر ہے کہ وہ اسی وقت روزہ افطار کر لے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ شہر سے باہر آجائے۔ یعنی اگر اس نے سفر شروع کر دیا اور وہ شہر میں ہی ہے تو اس کے لیے روزہ کھولنا جائز نہیں۔ اور اگر روزہ مکمل کرنے میں کوئی مشقت نہ ہو تو وہ روزہ مکمل کرے گا اور اس کے لیے روزہ توڑنا مناسب نہیں۔ واللہ اعلم

حیض ونفاس اور روزہ

یہ صورت خواتین کے ساتھ خاص ہے یعنی خواتین پر دورانِ حیض و نفاس روزہ فرض نہیں، جب تک کہ وہ ان دونوں سے فارغ نہ ہو جائیں۔ دلیل نبی مکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ: عورت جب حائضہ ہو جائے تو وہ نماز نہیں پڑھتی اور نہ ہی روزہ رکھتی ہے۔ [1]

(ا) اس بات پر اتفاق ہے کوئی اختلاف نہیں کہ ایسی حالت میں عورت پر روزہ واجب نہیں۔

ب) اور اگر وہ رکھ بھی لے تب بھی وہ ادا نہیں ہو گا بلکہ فاسد الاعتبار اور ناقابلِ قبول ہو گا۔

ج) اور جب وہ حیض یا نفاس سے فارغ ہو جائے تو اس پر قضا واجب ہو گی۔ [2]

ان تینوں باتوں پر اجماع ہے۔

---

[1] أخرجه البخاري في الحيض/ باب ترك الحائض الصوم (304)

[2] أخرجه البخاري 1 / 83، ومسلم 1 / 265 برقم (335)

حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین اور روزہ

حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین کے لیے بھی "جائز" ہے کہ وہ روزہ ترک کر سکتی ہیں۔ اور یہ رخصت حمل اور دودھ پلانے کے ابتدائی، درمیانے، اور آخری سب دنوں کو شامل ہے، جو کہ انہیں انکی اور انکے بچے کی رعایت کرتے ہوئے دی گئی ہے۔ اسکی دلیل رسولِ اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ: اللہ تعالی نے حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کو روزہ کی رخصت دی ہے۔ [1]

لیکن مسئلہ میں کچھ تفصیل بھی ہے:

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لیے روزہ چھوڑنا بعض اوقات حرام اور کبھی جائز اور کبھی واجب ہوتا ہے:

- جب انہیں روزہ رکھنے میں کوئی مشقت وتکلیف نہ ہو تو انکا روزہ چھوڑنا حرام اور رکھنا واجب ہے۔
- جب انہیں روزہ رکھنے میں مشقت ہو لیکن روزہ رکھنا انہیں نقصان نہ دے تو انکے لیے روزہ چھوڑنا جائز ہے۔
- جب روزہ رکھنے سے ان پر یا انکے بچے پر ضرر اور نقصان مرتب ہوتا ہو تو روزہ چھوڑنا واجب اور رکھنا حرام ہے۔ (الشرح الممتع لشيخ عثيمين رحمه الله)

روزہ کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے اور کن سے نہیں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ۳ بنیادی چیزیں ذکر کی ہیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور وہ ہیں: جماع (ہمبستری)، کھانا اور پینا۔ یعنی صبح فجر صادق سے شام سورج غروب ہونے تک ان

---

[1] أخرجه أحمد (347/4) وأبو داود والترمذي والنسائي وابن ماجه وحسنه الترمذي، وفي تخريج «المشكاة»(2025) «سنده جيد».

میں سے کسی ایک کا ارتکاب بھی روزہ کو فاسد (توڑ) کر دیتا ہے۔ اور اس بات پر اہلِ علم کا اجماع ہے۔

روزہ سے متعلقہ اختلافی معاملات میں اہم قاعدہ

"جن چیزوں کے بارے میں اختلاف ہو کہ ان سے روزہ ٹوٹتا ہے کہ نہیں، اور قرآن و حدیث میں صراحت سے اسکا حکم نہ ملے تو اسوقت تک اس چیز کو روزہ توڑنے والی چیز قرار نہیں دیا جاسکتا جب تک کہ کوئی واضح دلیل نہ مل جائے"۔

اس طرح مذکورہ ۳ متفقہ چیزوں کے علاوہ، زیادہ تر روزہ توڑنے والی اختلافی چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ [1]

اور وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے دو طرح کی ہیں:

۱) روزہ توڑنے والے وہ امور جن سے صرف روزہ کی قضاء لازم آتی ہے

وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ جان بوجھ کر کھانا اور ۲۔ پینا: ہاں اگر بھولے سے یا غلطی سے یا کسی کے انتہائی مجبور کرنے پر کھانے یا پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا [2] اور نہ اس کا قضاء و کفارہ لازم آتا ہے۔

خواہ کسی معقول چیز کو کھایا جائے جیسے عموماً کھانے پینے کی چیزیں یا کسی بھی غیر معقول چیز کو کھایا جائے جنہیں عادۃً کھایا پیا نہیں جاتا۔ جیسے مٹی، کچے اناج و پھل وغیرہ۔ اسی طرح کاغذ، روئی وغیرہ۔ ان سب سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور یہاں کھانے اور پینے سے مراد وہ چیزیں ہیں: جنہیں منہ کے ذریعہ معدے میں داخل کیا جائے۔ وہ کھانے کی ہوں یا پینے کی اور اُن میں وہ فائدہ مند ہوں: جیسے پکا ہوا اناج اور گوشت، پانی و دودھ وغیرہ۔ یا نقصان دہ: جیسے حقہ،

[1] دیکھیے : الشرح الممتع لشيخ عثيمين رحمه الله

[2] البخاري (الفتح ۴ / ۱۵۵ ط . السلفية) ومسلم (۲ / ۸۰۹ ط . الحلبي)

شیشہ، تمباکو، گٹکا، مین پوری، نسوار، سگریٹ و دیگر نشہ آور چیزیں، یا پھر وہ جس میں نفع و نقصان دونوں نہ ہوں۔ ان سب سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

- لہٰذا ہر وہ چیز جو منہ یا ناک کے راستے معدے تک پہنچے وہ کھانے کی ہو یا پینے کی اور اُن میں وہ فائدہ مند ہو یا نقصان دہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
- اور اس کے مقابلے میں ہر وہ چیز جو منہ یا ناک کے علاوہ کسی اور جگہ سے معدہ تک پہنچے راجح قول کے مطابق اگر وہ کھانے یا پینے یا انکے حکم میں داخل ہو تو اس سے روزہ ٹوٹ جائیگا ورنہ نہیں۔ لہٰذا:
- خون کی یا کسی اور چیز کی ڈرپ لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
- اسی طرح اس میں وہ انجکشنز (Injections) بھی شامل ہیں جو غذا یا طاقت کے طور پر مریض کو دیے جاتے ہیں۔
- اسی طرح روزہ میں بھاپ (STEAM) لینا بھی روزہ توڑ دیتا ہے۔
- اسی طرح وہ دوائی بھی روزہ توڑ دیتی ہے جو ناک کے ذریعہ انسان کے دماغ یا پیٹ میں پہنچ جاتی ہے، اور اس کی دلیل وہ روایت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے روزہ کی حالت میں دورانِ وضوء ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ سے منع فرمایا ہے۔[1] جس کی وجہ یہی ہے کہ کہیں وہ پانی دماغ یا معدہ تک نہ پہنچ جائے۔ اور اسی حدیث سے اہلِ علم نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ " ہر وہ چیز جو منہ یا ناک کے ذریعہ معدہ تک پہنچے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔" البتہ اگر وہ ناک ہی میں باقی رہے اور دماغ تک نہ پہنچے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔
- آنکھ میں ڈالی جانے والی دوائی (Eye Drops)، سے روزہ نہیں ٹوٹتا، یہی بات راجح ہے کیونکہ اسے لغت یا عرف میں کھانا پینا قرار نہیں دیا جا سکتا اور روزہ ٹوٹنے کی جو علت قرآن

[1] أخرجه الترمذي(3 / 146الحلبي) وقال حسن صحيح وصححه الألباني صحيح الترمذي (631)

میں بیان کی گئی ہے وہ (الأکل والشرب) یعنی کھانا پینا ہے۔ البتہ اگر آنکھ میں ڈالی جانی والی دوا منہ میں پہنچ جائے اور پھر اسے نگل لیا جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ وہ پینے کے حکم میں شمار ہو گا۔ لیکن اگر وہ منہ کے بجائے صرف حلق تک پہنچتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم

- اسی طرح "سرمہ" لگانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، اور آنکھوں میں لگائی جانے والی وہ تمام اشیاء جو دوائی یا میک اپ کے طور پر استعمال ہوتی ہیں جیسے Eyeliner, Maskara, Kajal, Lenses وغیرہ ان کا استعمال بھی روزہ میں کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم
- اسی طرح کان میں ڈالی جانے والی دوا یا تیل اگر دماغ تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے وگرنہ نہیں۔ اس لیے اس میں بھی احتیاط کرنا چاہیے۔
- مذکورہ تمام روزہ توڑ دینے والی صورتوں میں متروکہ یا توڑے ہوئے روزہ کی قضاء لازم آئے گی۔[1] واللہ اعلم

قئے (الٹی) اور روزہ

قئے (الٹی) کی دو صورتیں ہیں:

ا۔ جان بوجھ کر، خواہ وہ کسی بھی طرح کی جائے۔ انگلی حلق میں ڈال کر، یا جان بوجھ کر ایسا دیکھنا، سننا، سونگھنا، یا پیٹ کو اتنا دبانا کہ جس سے قیے آسکے اس طرح اگر قئے آجائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اس کی قضاء لازم آتی ہے۔ اور اگر کوئی جان بوجھ کر قئے کرنا چاہے اور قئے نہ آئے تو روزہ نہیں ٹوٹتا جب تک کہ قئے نہ آجائے۔

۲۔ ہاں اگر غلطی سے نہ چاہتے ہوئے کسی کو قئے آجائے: تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جسے خود بخود قئے آجائے اس پر کوئی قضاء نہیں (اور اس کا

[1] الشرح الممتع لشیخ عثیمین رحمه الله

روزہ بھی نہیں ٹوٹتا) اور جو جان بوجھ کر قئے کر لے اسے چاہیے کہ وہ اس روزے کی قضاء کرے (کیونکہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا)[1] اور امام خطابی رحمہ اللہ بھی اس بات پر اہل علم کا اجماع واتفاق بھی نقل کرتے ہیں۔

حیض یا نفاس کا خون اور روزہ

اس طرح حیض ونفاس کا خون آجانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ مثلاً خاتون نے صبح روزہ رکھا اور دوپہر یا شام افطاری سے پہلے اگرچہ کچھ لمحے پہلے ہی کیوں نہ ہو اسے پیریڈ (ایام ماھواری) شروع ہو گئے تو اس کا وہ روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح جس عورت کو نفاس کا خون (جو کہ ولادت کے بعد آتا ہے) جاری ہو۔ اس کا بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور جب تک مذکورہ دونوں حالتیں باقی ہوں روزہ ساقط ہو جائے گا اور متروکہ روزہ کی قضاء لازم آئے گی۔ اس بات پر بھی اہلِ علم کا اجماع ہے۔

الاستمناء(خودلذتی)اور روزہ

استمناء سے مراد ہے کہ جان بوجھ کر کسی بھی طریقے سے منی نکالنا، خواہ ایسا کرنے والا غیر شادی شدہ ہو یا شادی شدہ جو اکیلے ایسا کرے یا اپنی اہلیہ کے بوس وکنار یا چھونے کی وجہ سے انزال ہو جائے۔ اسی طرح اس میں لڑکا اور لڑکی دونوں برابر ہیں۔

مذکورہ تمام صورتوں میں انزال (منی نکلنے) پر روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ یہی قول اکثر اہلِ علم کا ہے۔ جن میں ائمہ اربعہ، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ شامل ہیں، اور ایسی صورت میں وہ روزہ باطل ہو جائے گا اور اس کے بدلے قضاء لازم آئے گی۔

[1] أخرجه أحمد(498/2) وأبو داود في الصيام(2380) والترمذي في الصوم(720)

روزہ کی حالت میں مذی کا نکلنا

مذی سے مراد وہ پانی ہے جو منی سے پہلے لذت کے باعث نکلتا ہے، جس کا احساس عموماً انسان کو نہیں ہوتا اور اس کے نکلنے سے شرمگاہ کا دھونہ واجب ہو جاتا ہے۔ جبکہ کپڑوں کا دھونا اس کے لگنے سے ضروری نہیں، بلکہ ان پر صرف چھینٹے مار دینا ہی کافی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔[1]

جبکہ روزہ کی حالت میں "مذی" نکلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں اسمیں اہلِ علم کے دو قول میں سے راجح قول کے مطابق: روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ یہی فتوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی ہے۔

روزہ کی حالت میں جسم سے خون نکلنا

اس کی کچھ صورتیں ہیں:

پہلی صورت

روزہ کی حالت میں حجامہ کرانا: حجامہ سے مراد ہے سینگی لگوانا۔ حجامہ کا یہ عمل عہدِ نبوی ﷺ سے رائج ہے، جس کا مقصد جسم سے فاسد خون کو نکالنا ہے، یہ عمل ایک چھوٹے سے کیڑے کے ذریعہ کیا جاتا رہا ہے اور آج یہ عمل جدید آلات کے ذریعہ کیا جاتا ہے جیسے آلات کپ وغیرہ کے ذریعہ حجامہ کرنے والا مطلوبہ جگہ پر خفیف سا کٹ لگا کر فاسد خون نکالتا ہے۔

جو بہت سی مختلف اور بڑی بیماریوں کے لیے انتہائی زیادہ مفید اور مجرّب نبوی نسخہ ہے۔ جسم کے مختلف مقامات پر اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسے کرنے والے کا بھی اس فن میں بہت ماہر ہونا ضروری ہے۔ یہ عمل عام معالج و ڈاکٹرز بھی نہیں کر سکتے اور کسی اناڑی یا غیر متخصص کا یہ عمل کرنا شدید نقصان کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

جہاں تک حالتِ روزہ میں حجامہ کرانے کا تعلق ہے تو اس میں اہلِ علم کا شدید اختلاف ہے۔

[1] البخاري في العلم (132)، ومسلم في الحيض (303)

مسئلہ میں راجح بات یہی ہے کہ حجامہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جیسا کہ امام احمد، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہا اللہ اور دیگر بعض اہلِ علم کا کہنا ہے۔ کیونکہ: آپ ﷺ نے حجامہ کرنے والے اور کرانے والے دونوں کے لیے اسے روزہ ٹوٹنے کا سبب قرار دیا ہے۔[1] اس روایت میں اگرچہ کلام ہے اور بعض اہلِ علم نے اسے ضعیف قرار دیا ہے لیکن امام احمد رحمہ اللہ نے اسے اس باب میں سب سے زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔ اسی طرح امام ابن راھویہ، علی بن المدینی، امام بخاری، ابن حبان، حاکم وغیرہم رحمہم اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اور امام نووی رحمہ اللہ نے تو اسے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر قرار دیا ہے۔[2]

سو اس روایت کی بنا پر حجامہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس کی جو حکمت بیان کرتے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حجامہ کروانے والے کے روزہ ٹوٹنے کا سبب و حکمت یہ ہے کہ حجامہ کے ذریعہ جسم سے خون نکالا جاتا ہے جو کہ جسمانی ضعف کا باعث ہے اور اس پر حجامہ کروانے کے بعد کچھ نہ کھانا اور روزہ میں باقی رہنا مزید جسمانی کمزوری کا باعث ہے۔ جس سے مستقبل میں نقصان کا خدشہ ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ** (البقرة: 195) ''اوراپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو''۔ چونکہ مذکورہ آیت میں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے سے روکا گیا ہے، اسی لیے حجامہ کروانے والے کو فوراً روزہ افطار کرنے اور اس کے روزہ ٹوٹ جانے کی خبر دی گئی ہے۔ تاکہ حجامہ کے بعد روزہ اس کی ہلاکت میں پڑنے یا نقصان کا سبب نہ بنے۔ سو اسی بنا پر روزہ کی

---

[1] أخرجه أحمد (123/4)؛ وأبو داود في الصيام (2368)؛ والنسائي في «السنن الكبرى» (3126) ط/الرسالة؛ وابن ماجه في الصيام (1681)؛ وصححه ابن حبان (3533)؛ والحاكم (428/1).

[2] «التلخيص» للحافظ (193/2) ، «شرح المهذب» (350/6)، وانظر طرق هذا الحديث في «السنن الكبرى» للنسائي.

حالت میں بغیر کسی معقول وضروری وجہ کے حجامہ کرانا ''ناجائز'' ہے اور جو مجبوراً سینگی (حجامہ) لگوائے تو اسے چاہیے کہ روزہ توڑ دے اور بعد میں اس کی قضاء کرے۔ انتہی کلامہ

جسم سے خون نکلنے کی دیگر صورتیں

جسم سے خون نکلنے کی دوسری صورت: یہ ہے کہ کسی بھی وجہ سے جسم سے اتنی مقدار میں خون نکل جائے جو معمولی نہ ہو، جو جسمانی کمزوری کا سبب ہو، وہ کسی حادثہ کے باعث ہو، یا کسی کو خون دینے کی وجہ سے، اور پھر وہ خون کا عطیہ ضرورۃً ہو یا بلا ضرورت ان تمام صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

جسم سے خون نکلنے کی تیسری صورت: یہ ہے کہ جسم سے معمولی مقدار میں خون نکلے، جیسے دانتوں سے خون کا آنا (اسے نگلنا نہیں چاہیے بلکہ تھوک دینا چاہیے) اور خارش کی وجہ سے یا زخم کی خرابی یا بگڑ جانے سے ہلکا سا خون کا نکلنا، یا جسم پر کہیں کٹ لگنے یا چوٹ لگنے کی وجہ سے ہلکا سا خون نکلنا اس طرح خون ٹیسٹ کروانے کے لیے معمولی سا خون نکالنا وغیرہ وغیرہ۔

اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا بلکہ باقی رہتا ہے۔ واللہ اعلم

نوٹ: خون کی ڈرپ لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

روزہ توڑنے والی مذکورہ تمام صورتوں میں ''روزہ فاسد'' ہونے کی شروط:

اگر کوئی روزہ توڑنے والے امور میں سے کسی کا ارتکاب کرلے تو اس کا روزہ اسی صورت میں ٹوٹے گا جب وہ ایسا جان بوجھ کر / اختیاری طور پر / اور یاد رکھتے ہوئے کرے۔

اگر اس نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا، یا غلطی سے کوئی چیز اس کے منہ میں چلی گئی جیسے گرد و غبار، دھواں، کوئی کیڑا وغیرہ، یا اس نے کلی کی اور پانی غلطی سے بغیر اختیار کے اندر چلا گیا وغیرہ وغیرہ تو اس کا روزہ باقی اور صحیح ہے۔

اسی طرح اسے کچھ کھانے یا پینے پر مجبور نہ کیا گیا ہو اور اگر اکراہ کے طور پر اس نے ایسا کیا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔ اسی طرح اس نے بھول کر نہ کیا ہو بلکہ یاد رکھتے ہوئے کیا ہو۔ وگرنہ اس کا روزہ صحیح ہے۔

دیگر وہ امور جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

وہ مندرجہ ذیل ہیں:

احتلام ہو جانا، غسل کرنا، حلق میں مکھی یا مچھر کا چلے جانا، حلق میں گرد و غبار یا دھواں چلے جانا، بھاپ کا حلق میں غلطی سے چلے جانا، ضرورت پڑنے پر ہنڈیا میں نمک وغیرہ کا چکھنا (اور اسے اندر نہیں نگلے) اسی طرح ماں کا اپنے نومولود بچے کو کوئی چیز چبا کر نرم کر کے دینا، غلطی سے کلی کرتے ہوئے یا حلق یا ناک میں پانی ڈالتے ہوئے دماغ تک پہنچ جانا، یا غرارے کرتے ہوئے حلق میں پانی چلے جانا، تھوک کا نگل لینا۔

اور جہاں تک دانت صاف کرنے کے لیے ٹوتھ پیسٹ یا معجون، منجن وغیرہ کے استعمال کا تعلق ہے تو اہلِ علم میں کچھ نے اس کی اجازت دی ہے اور کچھ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اس میں احتیاط کیجائے، کیونکہ پیسٹ کا حلق میں جانے کا خدشہ رہتا ہے۔ بلکہ اسے چاہیے کہ وہ مسواک کا استعمال کرے جو کہ مسنون بھی ہے۔ البتہ وہ خالی ٹوتھ برش استعمال کر سکتا ہے۔

روزہ کے دروان بوس و کنارکرنا (چومنا)

اسکی ۳ صورتیں ہیں:

۱۔ بوس و کنار سے شہوت نہ ابھرتی ہو: جیسے: چھوٹے بچوں کو چومنا، یا کسی مسافر کی واپسی پر اسے چومنا وغیرہ، اس سے روزہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۲۔ بوس وکنار سے شہوت ابھرتی ہو لیکن خروجِ منی کے ذریعہ روزہ کے فاسد ہونے کا ڈر نہ ہو: ایسی صورت میں بوس وکنار جائز ہے مگر احتیاط بہتر ہے۔

۳۔ بوس وکنار سے شہوت ابھرتی ہو اور خروجِ منی یا جماع میں واقع ہو جانے کا خدشہ ہو:

ایسی صورت میں بوس وکنار بھی حرام ہے۔

اسکے علاوہ گلے ملنا، جسم سے جسم ملانا، چمٹنا، چھونا اور دیکھنا وغیرہ ان سب کا حکم بھی بوس وکنار کی مذکورہ تفصیل کے مطابق ہے۔

۲) وہ امور جن سے روزہ کی قضاء و کفارہ مُغلَّظہ دونوں لازم آتے ہیں:

جمہور اہل علم کے نزدیک وہ صرف جماع (ہمستری) ہی ہے۔

اگر کوئی حالت روزے میں جماع کرلے تو اس پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں اور اس بات پر اجماع ہے۔ اور حالت روزہ میں جماع (ہمبستری) کرنا یہ روزہ توڑنے والی چیزوں میں سب سے زیادہ خطرناک اور حرمت کے لحاظ سے سب سے زیادہ سخت ہے۔ اس لیے جو اس کا ارتکاب کرے گا اسے اس روزہ کی قضاء کے ساتھ کفارہ مُغلَّظہ بھی ادا کرنا پڑے گا۔

بشرطیکہ اسمیں 3 شروط پائی جائیں:

اسپر روزہ فرض ہو، یعنی وہ نابالغ یا پاگل وغیرہ نہ ہو۔

روزہ کو ساقط کرنے والی کوئی وجہ نہ ہو جیسے مسافر ایسا کرے یا وہ مریض جسکے لیے روزہ چھوڑنا جائز ہو لیکن وہ روزہ رکھ لے اور پھر جماع کا مرتکب ہو جائے یا کوئی غیر رمضان میں رمضان کے روزہ کی قضاء کرتے ہوئے ایسا کرے تو ان سب پر قضاء ہے کفّارہ نہیں۔

کفارہ مغلظہ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

یا تو گردن آزاد کرے (جو کہ آج کے دور میں ممکن نہیں ہے) اگر وہ نہیں پائے تو دو مہینے کے لگاتار، پے درپے، بغیر گیپ کے روزے رکھے، اور اگر اسکی بھی طاقت نہ ہو تو ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ (اور اگر اس کی بھی طاقت و قدرت نہ ہو تو توبہ واستغفار کرے اور دوبارہ ہرگز ایسا نہ

کرے)۔

مسئلہ: اگر کسی نے جماع شروع کیا اور فجر طلوع ہو گئی تو پتہ چلتے ہی وہ بیوی سے الگ ہو گیا تو اسکا روزہ صحیح ہے خواہ بیوی سے الگ ہونے کے بعد منی ہی کیوں نہ خارج ہو جائے۔

لیکن اگر وہ پتہ چلنے کے بعد بھی بیوی سے الگ نہ ہوا تو اسکا یہ عمل عمداً جماع شمار ہو گا جس پر اسکا روزہ باطل ہو جائیگا اور اسپر توبہ، اس روزہ کی قضاء اور کفارہ مغلّظہ واجب ہو جائیگا۔ [1]

نوٹ: روزوں سے متعلقہ چند مزید اہم مسائل جنہیں یہاں اختصار کے باعث حذف کر دیا گیا ہے راقم کے مکمل مضمون میں دیکھے جاسکتے ہیں جو مجلہ البیان کراچی کے پہلے شمارے میں شایع ہو چکا ہے اور المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر کی ویب سائٹ www.islamfort.com پر ''ماہِ رمضان اور روزہ'' کے عنوان سے موجود ہے۔

وآخرُ دعوانا أن الحمد للہ ربِّ العالمین

---

[1] أخرجه البخاري في الصوم/ باب إذا جامع في رمضان ولم يكن له شيء فتصدق عليه فليكفر (1936)؛ ومسلم في الصيام/ باب تحريم الجماع في شهر رمضان... (1111)

اعتکاف فضیلت، احکام و مسائل

اعتکاف کی تعریف و مسنونیت

اعتکاف کے لغوی معنی اپنے آپ کو کسی شئے پر روکے رکھنے یا پابند کر لینے کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں کسی کا دنیاوی علائق سے الگ تھلگ ہو کر مسجد کے اندر عبادت کی نیت سے اپنے قیام کو کسی مدت کے لیے پابند کر لینا اعتکاف کہلاتا ہے۔

- جسے لیلۃ القدر کی تلاش و حصول کے لیے مسنون کیا گیا ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں اس طرح اشارہ فرمایا ہے: ﴿وَلَا تُبَٰشِرُوهُنَّ وَأَنتُمۡ عَٰكِفُونَ فِي ٱلۡمَسَٰجِدِ﴾--(البقرۃ:187)
- رمضان کے علاوہ بھی اعتکاف کرنا ثابت ہے، تاہم ماہ رمضان میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر رمضان میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔[1]
- صحیح مسلم میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرے کا اعتکاف فرمایا، پھر درمیانی عشرے کا اعتکاف فرمایا، پھر فرمایا: "میں نے اس رات (یعنی لیلۃ القدر) کی تلاش میں پہلے عشرے کا اعتکاف کیا، پھر درمیانی عشرے کا اعتکاف کیا، پھر میں اعتکاف کے لیے جب آیا تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ رات تو آخری عشرے میں ہے۔ لہٰذا تم میں سے جو شخص اعتکاف کرنا چاہیے وہ اعتکاف کرلے۔[2]"
- اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اعتکاف فرماتے تھے اور بعد میں بھی اعتکاف کا حکم باقی رہا منسوخ نہیں ہوا۔ حتی کہ ازواجِ مطہرات رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بھی اعتکاف فرمایا کرتی تھیں۔[3]

---

[1] صحیح البخاری،الاعتکاف، حدیث: 2036

[2] صحیح البخاری، الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الاواخر، ح: 2027، وصحیح مسلم، الصیام، باب فضل لیلۃ القدر والحث علی طلبہا، ح: 1147 واللفظ لہ

[3] صحیح البخاری، الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الاواخر، ح: 2026، وصحیح مسلم، الاعتکاف باب اعتکاف العشر الاواخر من رمضان، ح: 2272

لہذا اعتکاف نص اور اجماع کی روشنی میں (مردوخواتین دونوں کیلیے فقط مسجد میں) مسنون ہے۔

فضیلت

بالخصوص اعتکاف کی فضیلت میں جتنی بھی احادیث وارد ہیں وہ سند کے لحاظ کلام (اعتراض) سے خالی نہیں لیکن اعتکاف کی فضیلت کے لیے یہی بات کافی ہے کہ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ہر رمضان پابندی سے اعتکاف فرمایا اور اس کی ترغیب بھی دلائی اور لیلۃ القدر جو ہزار مہینوں سے افضل واشرف ہے اُس کے حصول کا بہترین ذریعہ اعتکاف ہے جس کے لیے اسے مسنون قرار دیا گیا۔ اسی لیے عہدِ نبوّت سے لیکر آج تک باقاعدگی سے اس کا اہتمام جاری ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں بحالتِ اعتکاف عبادت کے لئے اتنی محنت اور مشقت اٹھاتے کہ دوسرے دنوں میں اتنی کوشش نہ کرتے تھے۔[1]

معتکف مسجد اور اپنی جائے اعتکاف میں کب داخل ہو؟

رسول اللہ ﷺ آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے۔[2] اور آخری عشرہ بیسویں رمضان کو مغرب کے بعد شروع ہوتا ہے اس کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی صراحت کو ملایا جائے کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف فرماتے تو نمازِ فجر پڑھکر اپنی جائے اعتکاف میں داخل ہوتے۔ اور صحیح بخاری میں بھی صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو اس جگہ تشریف لے جاتے جہاں اعتکاف کرنا ہوتا۔[3]

تو ان احادیث کے مطابق اس کی تطبیقی صورت یہی نکلتی ہے کہ: معتکف بیس رمضان (روزے) کو نماز مغرب مسجد میں ادا کرے اور یہ رات بحالتِ اعتکاف مسجد میں

---

[1] صحیح مسلم ،الاعتکاف:1175

[2] صحیح بخاری،الاعتکاف:2023

[3] صحیح بخاری،الاعتکاف :2041

گزارے، اگلے روز یعنی اکیسویں رمضان (روزے) کو نمازِ فجر سے فراغت کے بعد اپنی جائے اعتکاف میں داخل ہو جائے۔ واللہ اعلم۔

اعتکاف سے متعلقہ چند اہم معاملات

معتکف چنانچہ اللہ کی رضاجوئی کے لیے خود کو مسجد میں روکتا ہے اس لیے معتکف کو اپنے قول و کردار میں عام انسانوں سے ممتاز ہونا چاہیے۔ لہٰذا معتکف کو کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں؟ چند اہم باتیں درجِ ذیل ہیں:

- اعتکاف ہر اُس مسجد میں کیا جاسکتا ہے جس میں تمام نمازیں باجماعت ادا کی جاتی ہوں۔
البتہ افضل یہ ہے کہ ایسی مسجد میں اعتکاف کیا جائے جس میں جمعہ کی نماز بھی ادا کی جاتی ہو تا کہ اسے نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لیے مسجد سے نکلنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔
اگر اس نے کسی ایسی مسجد میں اعتکاف کر لیا جس میں جمعہ کا اہتمام نہیں، تو پھر اس کے لیے دوسری مسجد میں نمازِ جمعہ کے لیے جانے میں کوئی حرج نہیں۔
- نمازِ پنجگانہ، سنتیں (مؤکدہ و غیر مؤکدہ)، اشراق، چاشت (جسے صلاۃ الاوّابین بھی کہا جاتا ہے)، صلاۃ التوبہ و دیگر نوافل کی ادائیگی کا اہتمام کریں۔ مسنون دعائیں یاد کریں۔ صبح و شام کے اذکار کی پابندی کریں، تلاوتِ قرآن، تدبّرِ قرآن، حفظ القرآن کا بھرپور اہتمام کریں۔ صحیح دینی لیٹریچر کا مطالعہ کریں، دروس میں شرکت کریں، روزانہ کچھ وقت علیحدگی میں بیٹھ کر اپنے ماضی حال کا جائزہ لیں، گناہوں کو یاد کریں، ان پر استغفار کریں، اپنی غلط عادات و اعمال سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے بارے سوچیں اور اپنی اصلاح کریں، ماضی اور حال کو سامنے رکھتے ہوئے ایک بہتر مستقبل کی پلاننگ کریں۔ جمعرات کی مغرب سے جمعہ کی مغرب تک کثرت سے صلاۃ و سلام کا اہتمام کریں، جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت کریں(سورہ کہف کی تفسیر پڑھیں)، جمعہ کے دن عصر کے بعد سے مغرب تک دعاء کا اہتمام کریں، سحری کے وقت، روزے کے دوران کسی بھی وقت، افطاری کے وقت خصوصی دعاؤں کا اہتمام کریں، تراویح و قیام کا اہتمام کریں۔
- روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف اور طاق راتوں کا قیام ایک انفرادی عبادت ہے۔ اور

مستقل اپنے خیمہ کے اندر رہنے کا نام ہے، صرف فرض نماز، جنازہ، تراویح کو ادا کرنے اور درس و دروس میں شرکت کرنے میں اجتماعیت کو برقرار رکھنے کی گنجائش ہے، اس کے علاوہ کسی مقام پر اجتماعیت نظر نہیں آتی، اس لئے ہمیں ان قیمتی دنوں اور سنہری راتوں کو اجتماعی اعتکاف اور اجتماعی مجالس کی نذر نہیں کر دینا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ حتی کہ تلاوتِ قرآن ہو یا نوافل کی ادائگی وغیرہ سب کچھ اپنے خیمہ کے اندر رہکر کریں۔ ورنہ اعتکاف کا مقصد فوت ہو جائیگا۔

- ساتھیوں سے تھوڑی سی بات چیت کر لینے میں کوئی حرج نہیں، خصوصاً جب کہ اس میں کوئی فائدہ بھی ہو لیکن بعض لوگوں میں جو یہ رواج پا گیا ہے کہ اعتکاف کرنے والوں کے پاس دن رات آنے جانے والوں کا تانتا باندھا رہتا ہے اور ان ملاقاتوں کے دوران ایسی گفتگو بھی ہو جاتی ہے جو حرام ہے تو یہ سب کچھ اعتکاف کے مقصود کے منافی ہے۔
- گھر والوں یا دیگر افراد سے ضرورت کے علاوہ بالکل بات چیت، ملاقات وغیرہ سے گریز کریں۔ البتہ اعتکاف کے دوران گھر کا کوئی فرد ملنے کے لیے آئے اور اُس سے بات چیت یا ملاقات ضروری ہو تو خیمہ سے باہر نکل کر کریں۔ اور صرف ضروری بات کریں اور پھر واپس اپنے خیمہ کے اندر آجائیں۔ حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے تو سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ملاقات کے لیے تشریف لائیں اور انہوں نے آپ سے کچھ باتیں بھی کیں۔ [1]
- نابالغ بچے شرعی احکام کے پابند نہیں ہیں اسلیے اعتکاف جیسی پاکیزہ اور مقدس عبادت کو بازیچہ اطفال نہیں بنانا چاہیے۔
- دورانِ اعتکاف غسل کرنا جائز ہے خواہ وہ فرض ہو یا نظافت وصفائی کے حصول کے لیے ہو۔
- سر میں کنگھی کرنا اور ناخن کاٹنا بھی جائز ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، الاعتکاف، باب هل یخرج المعتکف لحوائجه...الخ، حدیث: 2035 وصحیح مسلم، السلام، باب بیان انه یستحب لمن رئی خالیا بامراة...الخ، حدیث: 5712

- آرام کے لیے مسجد میں چار پائی بچھانا بھی مباح ہے۔
- صرف اشد ضرورت (جیسے قضائے حاجت، غسل و نظافت، وضو) کے وقت ہی خیمہ سے باہر نکلیں۔
- مسجد کے باہر کی دنیا سے بلاضرورتِ شرعیہ کسی بھی طرح کا مستقل تعلّق رکھنا اعتکاف کے مقصد اور ثواب کو ضائع کر دیگا۔
- معتکف کے مسجد سے نکلنے کی فقہاء نے حسبِ ذیل اقسام بیان کی ہیں:

۱) کسی ایسے امر کے لیے باہر نکلنا جائز ہے، جس کے بغیر شرعاً یا طبعاً چارہ نہ ہو مثلاً: نماز جمعہ اور کھانے پینے کے لیے نکلنا جبکہ کوئی اور لانے والا نہ ہو، نیز بول و براز اور وضو و غسل کی حاجت کے لیے نکلنا اس کے لئے جائز ہے۔

۲) کسی ایسے کام کے لیے جو اعتکاف کے منافی ہو۔ مثلاً: گھر جانے کے لیے، خرید و فروخت کے لیے اور بیوی سے جماع کے لیے نکلنا جائز نہیں ہے، خواہ اس نے اس کی شرط عائد کی ہو یا شرط عائد نہ کی ہو۔

- دوران اعتکاف کسی بیمار کی تیمار داری بھی نہیں کی جاسکتی ہاں اگر گزرتے ہوئے بلا توقف کسی بیمار کا حال چال پوچھ لے تو جائز ہے۔[1]
- معتکف کو مسجد سے باہر جنازہ میں بھی شریک نہیں ہونا چاہیے اگر مسجد میں کوئی جنازہ آجائے تو اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[2]
- مسجد میں (اعتکاف و غیر اعتکاف، ہر حال میں) کسی بھی طرح کا کاروباری تعلّق، بات چیت (خواہ براہِ راست ہو یا کسی واسطہ سے، فون کے ذریعہ ہو یا انٹرنٹ کے ذریعہ، حتی کہ میسج کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو) نہ صرف مسجد کے تقدّس کو پامال کرتا ہے، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی

---

[1] سنن ابی داؤد:کتا ب الصوم

[2] سنن ابی داؤد کتاب الصیا م

بد دعاء کا مستحق بناتا ہے، کاروبار میں نقصان و خسارہ کا ذریعہ ہے اور اعتکاف کے مقصد و ثواب کو بھی ختم کر دیتا ہے۔ لہٰذا دورانِ اعتکاف کاروباری دنیا سے مکمل قطع تعلّق لازمی ہے۔

- مسجد میں (غیر دینی و اصلاحی باتوں کے علاوہ) آواز بلند کرنا، جھگڑا کرنا، فضول بحث و مباحثہ کرنا نہ صرف یہ کہ حرام ہے بلکہ گناہِ کبیرہ ہے اور مسجد کے تقدّس کو پامال کرتا ہے۔ لہٰذا مسجد و اعتکاف کے آداب و تقدّس کا خیال رکھیں۔ ورنہ یہ آپ کے اعتکاف کو برباد کر دیگا۔
- اگر کوئی آپ کو مسجد میں جھگڑے پر یا آواز بلند کرنے پر اُکساتا ہے تو:

۱) اللہ کی رضا اور مسجد کے تقدّس کی خاطر خود پر کنٹرول کریں۔

۲) مکمل اعوذ باللہ پڑھیں۔

۳) اس جگہ کو چھوڑ دیں۔ اگر آپ خیمہ میں ہیں تو باہر مسجد میں اور باہر ہیں تو خیمہ میں آجائیں۔

۴) نماز و ذکر و اذکار میں مشغول ہو جائیں۔

۵) جو اعتکاف میں نہیں وہ نماز سے فارغ ہو گئے ہوں تو مسجد سے باہر چلے جائیں۔

۶) اگر معتکف ہوں تو اپنے خیمہ میں چلے جائیں۔

موبائل کا استعمال:

- رنگ ٹون چینج کریں، تصاویر، گانوں اور غیر شرعی و فضول ویڈیوز سے موبائل کو پاک کریں، دس دن کے لیے مستقل سائلینٹ پر کر دیں، نعمت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جائز استعمال کریں کہ فارغ وقت میں کثرت سے قرآن کی تلاوت سنیں اور وہ بھی خیمہ کے اندر ائرفون (Headphone) لگا کر سنیں اور موبائل پر ضروری بات چیت خیمہ سے باہر آکر کریں، سوشل میڈیا (واٹس اپ، فیس بک، ٹوئیٹر وغیرہ) سے ان دس دنوں کے لیے مستقل مکمل اجتناب کر لیں۔
- اختتام اعتکاف کے موقع پر دھوم دھام سے نکلنا یا تصاویر اتروانا بھی ناجائز و حرام ہے۔

خواتین کے لیے ضروری ہدایت

- خواتین کے لیے مسجد کے علاوہ گھر میں اعتکاف کرنا ثابت نہیں لہٰذا اعتکاف کی خواہشمند خواتین صرف مسجد میں ہی اعتکاف کر سکتی ہیں جیسا کہ ازواجِ مطہرات رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد کیا کرتی تھیں۔[1]
- خواتین کے اعتکاف کے لیے، غیر شادی شدہ کے لیے اپنے سرپرست اور شادی شدہ کے لیے اپنے شوہر سے اجازت لینا شرعاً واجب ہے۔ جس کے بغیر خواتین کا مسجد میں اعتکاف جائز نہیں ہے۔
- مسجد میں خواتین کے اعتکاف اور دیگر واجبی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے باپردہ اور اطمینان بخش انتظام کا ہونا ضروری ہے۔
- اعتکاف سے متعلقہ جو عمومی ہدایات و احکام مردوں کے لیے ہیں وہی خواتین کے لیے بھی ہیں۔
- دورانِ اعتکاف اگر کسی خاتون کے مخصوص ایّام شروع ہو جائیں تو اُس کا اس حالت میں مسجد میں رہنا حرام ہے لہٰذا اُس کا اعتکاف ختم ہو جائیگا اور اگر اعتکاف کے اختتام سے پہلے مخصوص ایّام ختم ہو جائیں تو دوبارہ اعتکاف جاری کیا جا سکتا ہے۔

یاد رکھیں اور خبردار رہیں!!!

مسنون اعتکاف کی تعریف و مقاصد آپ سے مذکورہ تمام باتوں کا تقاضہ کرتے ہیں لہذا انہیں اچھی طرح ذہن نشین کریں اور ان کی عملاً پابندی کریں۔

[1] صحیح البخاری، الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الاواخر، ح: 2024

صدقۃ الفطر مختصر احکام و مسائل

تعریف: فطر کا معنی ہے کسی چیز کو کھولنا اور روزہ افطار کرنا۔ چونکہ یہ صدقہ رمضان کے تمام روزے افطار کرنے کے بعد ادا کیا جاتا ہے اس لیے اسے صدقہ فطر کہتے ہیں۔

حکم: ماہ مبارک رمضان کے اختتام اور عید الفطر کا کاچاند نظر آجانے کے بعد مسلمانوں پر صدقہ فطر فرض ہے۔ اور یہ صدقہ فطر ہر مسلمان چھوٹے بڑے (شیر خوار بچے سے لے کر بوڑھے تک) ہر مرد اور عورت پر فرض و واجب ہے۔ [1] حتی کہ اگر حمل (عورت کے پیٹ میں جو جان ہے) کو چار مہینے ہو جائیں تو اُس کی طرف سے بھی فطرانہ نکالنا چاہیے۔ واللہ اعلم

نوٹ:

صدقہ فطر نکالنے والے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ صاحبِ نصاب بھی ہو، بلکہ جو مسلمان بھی عید کے دن اپنے اور اپنے زیرِ کفالت اہل و عیال کے ایک دن اور رات کے کھانے سے زیادہ کا مالک ہو، اس پر حسبِ استطاعت اپنی طرف سے بھی واجب ہے اور زیرِ کفالت ہر چھوٹے بڑے مسلمان کی طرف سے بھی واجب ہے۔ [2]

اسی طرح صدقہ فطر اس پر بھی واجب ہے جو کسی بیماری یا دیگر وجوہات کی بنا پر روزہ نہ رکھ سکا ہو۔

وجوب کی حکمت

رسول اللہ ﷺ نے اس کی دو بنیادی حکمتیں بیان فرمائی ہیں:

1) روزہ اور روزہ دار کی تطہیر۔ روزے دار سے دوران روزہ سر زد ہونے ہو جانے والی لغو

[1] صحیح البخاری: 1432 الزکاۃ ،صحیح مسلم : 984 الزکاۃ

[2] سنن الدار قطنی 161/2،سنن البیہقی 161/4

اور بیہودہ باتوں اور کاموں سے پاکیزگی کا ذریعہ۔

2) مسکینوں کا کھانا۔ محتاج لوگوں سے تعاون کیا جائے تاکہ وہ عید کے دن بھی بھوکے نہ رہیں اور مسلمانوں کے ساتھ عید کی مسرتوں میں شریک ہو سکیں۔ [1]

3) نیز یہ صدقہ اللہ کی اس عظیم نعمت پر شکریہ ہے جو اس نے رمضان کے روزے، قیام اور دیگر عبادات بجالانے کی توفیق کی صورت میں ہم پر فرمائی ہیں کیونکہ یہ سب کچھ بغیر توفیقِ الہیٰ کے ممکن نہیں تھا۔

وجوب کا وقت

صدقہ فطر کے وجوب کا وقت عید الفطر کے چاند کا دکھائی دینا ہے، لہٰذا ہر وہ مسلمان جو شوال کے ہلالِ نو کے ظہور کے وقت بقیدِ حیات ہے۔ اس کی طرف سے صدقہ فطر نکالنا واجب ہو گا، چنانچہ اگر کسی کے یہاں بچے کی پیدائش رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہونے سے چند لمحے پہلے ہو رہی ہے تو اس کی طرف سے صدقہ فطر دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی کا انتقال عید کے چاند دکھائی دینے سے چند لمحہ پہلے ہو جاتا ہے تو اس کی طرف سے صدقہ فطر نکالنا واجب نہ ہو گا۔ [2]

ادا کرنے کا وقت (کب نکالا جائے؟)

1) صدقہ فطر عید کا چاند نظر آنے سے لیکر عید کی نماز تک کے دوران ادا کیا جا سکتا ہے جبکہ بلا عذر شرعی عید کی نماز کے بعد دیا جانے والا صدقہ فطر شمار نہیں ہو گا۔ [3]

---

[1] ابو داود الزكاة

[2] المغنی 316/4

[3] صحیح بخاری 1509

2) نیز صدقہ فطر عید سے ایک یا دو دن پہلے بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔[1] البتہ صدقہ فطر کو شروع رمضان یا آدھے رمضان کے فوراً بعد ہی دے دینا جائز نہیں۔

صدقۃ الفطر کس چیز سے ادا کیا جائے؟

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے میں ہم صدقہ فطر کھانے کی چیزوں سے نکالا کرتے تھے اور ہمارا ق کھانا جو، منقیٰ، پنیر اور کھجور جیسی چیزیں تھیں۔[2]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے کہ ہم رمضان کی زکوٰۃ (صدقہ فطر) کھانے کی چیزوں سے ادا کریں۔[3]

مذکورہ احادیث کی روشنی میں

1) جو بھی اناج کسی بھی معاشرے میں بنیادی غذاؤں اور خوراک کے طور پر استعمال ہوتا ہو ان سے صدقہ فطر ادا کیا جائے۔

2) صدقہ فطر اشیائے خوردنی یعنی کھانے کی چیزوں سے ہی نکالا جائے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم صدقہ اناج اور کھانے کی چیزوں سے ہی ادا کرتے تھے، لہٰذا اصلاً صدقہ فطر میں غلہ، اناج ہی متعین ہے۔[4] اسی طرح فطرہ کی حکمت میں وارشدہ حدیث میں لفظ "طعمۃ للمساکین یعنی مسکینوں کا کھانا" سے بھی یہ مفہوم بالکل واضح ہے کہ صدقی فطر خوراک کی صورت میں ہو۔

---

[1] بخاری 1511

[2] صحیح بخاری : 1510، صحیح مسلم : 958

[3] صحیح ابن خزیمہ 88/4

[4] صحیح بخاری 1510، صحیح مسلم 985

المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر

مدینہ یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم یافتہ فاضلین کی زیرِ سرپرستی قائم

تعلیمی، تحقیقی، تبلیغی ورفاہی ادارہ

جو خالصتاً قرآن وسنت کی روشنی میں، منہجِ سلف کے مطابق، تمام تر تعصبات سے بالاتر رہ کر:

- ✯ دینِ اسلام کی خدمت، اور امتِ مسلمہ کے عقائد وافکار اور اعمال کی اصلاح کے لئے مصروفِ عمل ہے۔
- ✯ شعائرِ اسلام کا دفاع اور باطل افکار ونظریات کا مدلل رد خالص علمی انداز میں پیش کرتا ہے۔
- ✯ نظریاتی، معاشرتی ومالی معاملات اور دیگر جدید مسائل میں تفصیلی ومدلل تجزیہ اور شرعی حل تجویز کرتا ہے۔
- ✯ الیکٹرانک میڈیا میں اپنی ویب سائٹ: www.islamfort.com اور سوشل میڈیا کے صفحات islamfort1 کے ذریعہ تمام دنیا میں دینِ اسلام کی نشر واشاعت کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔
- ✯ زندگی سے متعلقہ تمام مسائل کا شرعی حل، زبانی، تحریری اور آن لائن ہر طرح سے پیش کرتا ہے۔
- ✯ ہر عمر اور ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے مرد وخواتین کے لئے مختلف اوقات میں دینی ودنیاوی تعلیم وتربیت کا خصوصی اہتمام کرتا ہے۔
- ✯ معاشرے میں غرباء ومساکین، یتیم وبیواؤں اور مستحق افراد کی حسبِ مقدور کفالت وتعاون کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔

لہٰذا آیئے! دینِ اسلام کی سربلندی کے اس عظیم مشن میں

المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر کا ساتھ دیجئے۔

جامع مسجد سعد بن ابی وقاص، نزد مینار شہید پارک ڈیفنس فیز 4 کراچی

021-35896959 info@islamfort.com

islamfort1 03222056928 www.mirc.org.pk www.islamfort.com